غلام احمد قادیانی

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۔ ششماہی للعہ سہ ماہی ع

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۴۹ — مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء سنہ ۶ یوم سہ شنبہ — مطابق ۸ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ — جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور نے بجٹ ۲۶-۱۹۲۵ء کی منظوری عطا فرمانے سے قبل جو دو کمیٹیاں بنائی تھیں۔ ایک تخفیف کمیٹی۔ اور دوسری آمد بڑھانے کی تجاویز سوچنے والی۔ دونوں اپنی رپورٹیں حضور کو سنا رہی ہیں ٭

مزار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارد گرد پختہ چار دیواری بنانے کے لئے جناب ملک صاحب خان صاحب نون ای۔ اے۔ سی نے ڈیڑھ ہزار روپیہ دیا تھا۔ چار دیواری بن گئی ہے۔ جس کے چاروں طرف دروازے رکھے گئے ہیں۔ اس احاطہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اول کے مزار کے علاوہ حسب ذیل خوش نصیب حضرات کی قبریں بھی آ گئی ہیں:۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد فضل حسین صاحب شاہجہانپوری۔ بابو شاہدین صاحب۔ صاحبزادہ حبیلا حمد ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ صاحبزادہ محمد عبد اللہ ابن حضرت خلیفہ اول رض۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی

میرپور خاص میں احمدی مبلغین کے لیکچر

دوران لیکچر میں آریوں کی شر انگیزی

(سندھی اخبار مسلمان کا ترجمہ)

پچھلے دنوں میرپور خاص میں احمدی مبلغین کے جو لیکچر آریہ صاحبان کے ان اعتراضات کے جواب میں ہوئے جنہیں آریہ صاحبان ایک عرصہ سے وہاں دوہرا دوہرا کر مسلمانوں کی دل آزاری کرتے تھے۔ ان کی نہایت مفصل روئداد میرپور خاص کے سندھی اخبار مسلمان ۱۵ اکتوبر میں شائع ہوئی ہے۔ جس کا کسی قدر ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اخبار مذکور احمدیوں کا سخت مخالف ہے لیکن باوجود اس کے احمدی مبلغین نے اسلام کی حمایت میں جو زبردست لیکچر دئے۔ ان کا ذکر اس نے نہایت دلیری اور وسعت حوصلگی سے اپنے صفحات میں کیا۔

اخبار مذکور لکھتا ہے:۔ پہلے دن جلسہ زیر صدارت رئیس محمد یکمن صاحب زمیندار شروع ہوا۔ مولوی اللہ دتا صاحب نوجوان نے اسلامی عقائد اور اصول پر جس طرز سے روشنی ڈالی وہ ان کا ہی حصہ تھا۔ انہوں نے نہایت مدلل طریق سے واضح کیا۔ کہ صداقت اور حقانیت صرف اسلام جیسے پاک مذہب میں ہی ہے۔ اور دنیا میں دوسرا کوئی دھرم صداقت نہ پیش کر سکا اور نہ آئندہ پیش کر سکیگا۔ اس کے مقابلہ میں آریوں کا غلط ایک اعلیٰ اصول نیوگ ہی دیکھ لو۔ جس دھرم میں نیوگ جیسا مسئلہ ہو۔ کیا وہ بھی اسلام کا مقابلہ کر سکتا ہے ٭

دوسرے دن جلسہ زیر صدارت مسٹر شہدی صاحب پرنسپل مدرسہ نوکلبوارث منعقد ہوا۔ پہلے مولوی ابراہیم صاحب نے وعظ کیا اور صداقت اسلام پر پوری پوری روشنی ڈالی۔ اور ثابت کر کے چیلنج دیا۔ کہ جو صداقت اور حقانیت اسلام کو حاصل ہے۔ اس کے مقابلہ میں دوسرا کوئی بھی دنیا کا مذہب نہیں ٹھہر سکتا۔ مولوی صاحب نے بھی کچھ تھوڑا سا فلسفہ نیوگ کا بیان کیا۔ ان کے بعد مولوی قمر الدین صاحب کی تقریر ہوئی۔ جس کا موضوع یہ تھا کہ آریہ دھرم میں توحید حقی ہے یا اسلام میں۔ اور تناسخ کیا ہے جس کے چکر میں

آریہ ابھی تک ہیں۔

اس جلسہ میں ایک نوجوان کالیا داڑھی بند۔ مولوی ابراہیم صاحب کے ہاتھ پر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوا۔ اس کا نام عبدالرحمان رکھا گیا۔

جب تیسرا دن آیا۔ تو خبر ملی کہ مسٹر گورنہ مل (پریزیڈنٹ آریہ سماج وائیڈیٹر میرپور گزٹ) کے آفس میں زیر حمایت جہانشہ صاحب کوئی خفیہ اجلاس ہوا ہے۔ ہم نے دل میں کہا۔ الٰہی خیر کریو۔ ان آریوں کی شرارتوں سے بچائیو۔ مگر ہماری دعا قبول نہ ہوئی۔ انہوں نے فساد کرنا چاہا۔ آخر جلسہ زیر صدارت میر اللہ بخش خان صاحب ہوا۔ لوگ پہلے سے بہت زیادہ آئے تھے۔ مگر آریوں کا کوئی پتہ نہ تھا۔ مشہور واعظ مولوی اللہ دتا صاحب نے ان باتوں پر وعظ شروع کیا (۱) بانی آریہ سماج کے کارنامے (۲) بانی آریہ سماج کی سوانح پر نظر (۳) پنڈت سکھ لال صاحب کے آریہ سماجی جلسہ میں کئے ہوئے اعتراضوں کے جوابات۔ ابھی مولوی صاحب نے دو چار جملے ہی زبان سے نکالے تھے۔ کہ آریوں کا ایک جتھا لاٹھیاں لیکر آگیا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ بڑا کام جو سوامی دیانند نے کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ کسی بھی مذہب کے بزرگوں کو گالیاں دینے سے نہیں چھوڑا۔ انہوں نے سوامی جی کی سوانح عمری پر خوب روشنی ڈالی۔ بے دلیل نہیں۔ بلکہ ان کے جیون چرتر پنڈت لیکھرام اور دوسرے آریہ سماجی لیڈروں کی کتابوں سے ثابت کیا۔ پھر پنڈت سکھ لال کے اعتراضات کا جواب دیا۔ اور اسی مضمون کے ضمن میں جس وقت مولوی صاحب نے کہا۔ سوامی صاحب نے کہا ہے کہ خدا کے بہشت میں اگر سب مخلوق چلی جاتی۔ تو پھر وہاں بڑی بھیڑ لگ جاتی۔ سو شاید سوامی جی نے خدا کے بہشت کو کسی لالہ جی کی دکان سمجھا ہے۔ جس پر پانچ دس گاہک آجائیں۔ تو بھر جاتی ہے۔ جب مولوی صاحب نے یہ جملہ کہا۔ تو ایک عینکی موٹا تازہ یکدم کھڑا ہو گیا۔ جس کے بعد دوسرے آریہ مفیس باندھکر آگئے۔ عینکی صاحب نے کہا کہ لالہ جی پر حملہ نہ کرو۔ نہیں تو فساد ہو جائے گا۔ جس پر پریزیڈنٹ صاحب نے کہا۔ لالہ جی سوامی صاحب کو نہیں کہا۔ بلکہ دوکاندار کو کہا ہے۔ لیکن اگر آریہ دوستوں کو اس پر اعتراض ہے۔ تو خاطر جمع رکھیں انہیں لالہ جی نہیں کہا جائے گا۔

مولوی صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھی۔ مگر آریہ نے شور مچایا ہے۔ جس پر پریزیڈنٹ صاحب نے کہا۔ کہ اگر تمہاری مرضی شور و فساد کی ہے۔ تو ہم جلسہ بند کر دیتے ہیں۔ ورنہ خاموشی سے سنو۔ آخر وقت میں آپ کو جواب کی کھلی اجازت دی جائیگی۔ مگر اس پر بھی انہوں نے صبر نہ کیا۔ اور شور کرتے رہے۔ اس پر مسلمانوں میں بھی ان کی بے جا شرارت سے جوش پیدا ہو گیا۔ اور سرگوشیاں ہونے لگیں۔ کہ سی۔ آئی۔ ڈی والے نے یہ حالت دیکھ کر پولیس منگوائی۔ جسے دیکھ کر سماجی پہلوان لوٹا بجاتے ہوئے بھاگ گئے۔ ان کے بعد مولوی صاحب کا وعظ جاری رہا۔ اور آخر خیر و خوبی کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔

میری رفیقۂ زندگی کا انتقال

میری رفیقۂ عمر۔ میری خانہ آبادی۔ میرے گھر کی مالکہ۔ میری مونس جان۔ جس کا نام پیدائش سے ہی امام بی بی اس کی زندگی کے اس حصہ کی طرف اشارہ کر رہا تھا جب کہ اس نے امام وقت کے دامن اخلاص و محبت کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر کے ترک وطن و احباب کر کے مہاجرین دارالامان میں شامل ہونا تھا۔ ہاں میری پیاری بی بی جھانی میں سرطان کے مرض میں گرفتار ہو کر ایک لمبی علالت کے الم و غم نہایت صبر اور تحمل کے ساتھ برداشت کر کے ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء یوم دوشنبہ ساڑھے گیارہ بجے رات کے قریب اپنے مالک حقیقی سے جا ملی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ایک کثیر جماعت کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے باغ میں جنازہ پڑھایا۔ اور قبر تک میت کو کندھا دیا۔

مرحومہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے خاندان اور خلفاء کے ساتھ ایک خاص اخلاص تھا۔ اور سلسلہ حقہ کے واسطے ایک غیرت مند دل رکھتی تھی۔ بچپن سے لیکر آج تک مرحومہ کی عمر صوم و صلوٰۃ کی پابندی تلاوت قرآن۔ تسبیح۔ درود شریف۔ تہجد خوانی اور بچوں کو قرآن شریف پڑھانے میں گذری۔ اپنا ایک مکان جو بھیرہ میں ہے۔ اپنی وصیت میں قریباً دس سال ہوئے۔ انجمن کو لکھ دیا تھا۔ اور ایام علالت میں بذریعہ اپنی تحریر کے انجمن کو اس مکان کا قبضہ بھی دے دیا۔ اسی کے مطابق مرحومہ کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ مولوی امام الدین صاحب گولیکی نے تاریخ وفات "خاتون صادق امامی" فرمائی ہے اور عزیز مکرم صاحبزادہ عبدالوہاب نے "در منیعِ جنت" اگر کسی اور صاحب کو کوئی زیادہ موزون تاریخ خیال میں آئے۔ تو مطلع کر کے مشکور فرمائیں۔

امور خانہ داری میں مرحومہ کو خاص انتظام کی لیاقت تھی۔ اور ہمارے تعلقات ابتدائے زوجیت سے لے کر آج تک ایسے پاکیزہ رہے۔ کہ کبھی کوئی کدورت درمیان میں پیدا نہیں ہوئی۔ مرحومہ کی ہرگز عادت نہ تھی۔ کہ کسی کی غیبت کرے۔ نہایت سنجیدگی کے ساتھ سب کی خیر خواہی میں کوشاں رہتی تھی۔ میں ان تمام احباب کرام کا نہایت ہی مشکور ہوں جنہوں نے مرحومہ کی ایام علالت میں اپنی دعاؤں۔ مشوروں۔ بیمار پرسی کے خطوط اور ارسال ادویہ وغیرہ سے ہمدردی کی۔ یہ سب امور مرحومہ اور عاجز کے واسطے موجب تسلی اور اطمینان ہوتے رہے۔ اور ہم ان سب خیر خواہوں کے واسطے دعائیں کرتے رہے۔ بالخصوص عزیزان سید عبدالحی و سید فضل الرحمان صاحب جنہوں نے متواتر خطوط کے علاوہ ایک تیل بھیجا۔ عزیز ملک عبدالعزیز صاحب نے راولپنڈی سے ایک مرہم ارسال فرمائی۔ فیروزپور سے برادر محمد حبیب اللہ صاحب نے ایک شیشہ علاج کے واسطے بھیجا۔ بعض احباب نے نسخے ارسال فرمائے۔ بعض دوستوں نے مرحومہ کے کھانے کے واسطے میوہ جات و دیگر اشیاء ارسال کیں۔

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب و ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔ حکیم مفتی فضل الرحمان صاحب عزیز نور الدین بھیروی سب محنت اور توجہ کے ساتھ معالجہ میں مصروف رہے۔ سب احمدی بھائی اور بہنیں دور و نزدیک سے دعاؤں کے ساتھ امداد کرتے رہے۔ مرحومہ کی ہمشیرہ والدہ خواجہ علی نے اور عزیز خواجہ علی نے مرحومہ کی بہت خدمت کی۔ اور ہمسائگان میں سے اہلیہ ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب خاص شکریہ کی مستحق ہیں۔ اللہ کریم سب کو جزائے خیر دے۔ اور دینی و دنیوی حسنات سے متمتع کرے۔ آمین۔

اب احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ دعا کریں۔ کہ مرحومہ کو مغفرت اور قرب الٰہی اور ترقی درجات حاصل ہوں اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے۔ اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔ والسلام

خادم۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ قادیان [illegible]

سات عیسائیوں کا قبول اسلام

احمدی احباب لاہور کی سعی کے طفیل میں اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل اصحاب کو جو پیدائشی مسلمان تھے۔ اور عیسائی مشنریوں کی غلط فہمیوں کا شکار ہو کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی جیسی نعمت سے الگ ہو کر عیسائیوں کا شکار ہو چکے تھے۔ توفیق عطا کی کہ وہ از سر نو اسلام قبول کریں۔ چنانچہ یہ دوست ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو مسجد احمدیہ لاہور میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔

(۱) غلام رسول صاحب پونچھ جو ریاست پونچھ میں سارجنٹ درجہ اول تھے اور بعد ازاں دوران جنگ میں بسلسلہ ملازمت یورپ بھی گئے (۲) عبدالصمد صاحب متوطن جموں سابق پولیس کنسٹبل (۳) مفتی محمد فاضل صاحب بٹالوی (۴) عبدالغفور صاحب ساکن پونچھ (۵) مولا بخش صاحب پونچھ (۶) محمد الدین صاحب پونچھ (۷) عبدالاحد صاحب کشمیر + نمبر ۴ بخاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء

بالمقابل تفسیر نویسی کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب سے خطاب

(ذیل کا مضمون حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ کے بعد شائع کیا جا رہا ہے)

اخبار الفضل میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس امر کا ذکر آچکا ہے کہ دیوبندی مولویوں نے قادیان کے گذشتہ جلسہ غیر احمدیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ حقائق و معارف قرآنیہ کے متعلق ایک چیلنج دیتے ہوئے یہ بیان کیا تھا۔ کہ اگر مسیح موعود کے دولت لٹانے سے مراد معارف و حقائق بیان کرنا ہے۔ تو بھی ہم سے بڑھکر مرزا صاحب نے قرآن کے معارف بیان نہیں کئے۔ اور جو بیان کئے ہیں۔ وہ سرقہ ہیں۔

ان کے اس چیلنج کو منظور کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی ایک جوابی تقریر میں جو انہی ایام میں اخبار الفضل مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی تھی۔ دیوبندیوں کے سامنے دو طریق فیصلہ کے پیش کئے تھے۔ ایک یہ کہ میں (اعنی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) اس بات کا ذمہ لیتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں سے وہ حقائق اور معارف پیش کروں۔ جو ان مولوی صاحبان نے کبھی بیان نہیں کئے۔ اور نہ پہلی کتابوں میں قرآن کریم سے اخذ کرکے بیان کئے گئے ہیں۔ مگر اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ جو معارف حضرت مسیح موعود کی کتب یا آپ کے مقررکردہ اُصول کی بنا پر پیش کئے جائینگے۔ وہ جدید ہیں یا مسروقہ اور کھوٹے ہیں یا بہت۔ پہلے ہمیں جدت و کثرت کا معیار قائم کرلینا چاہیئے۔ اور اس کا بہترین ذریعہ حضور نے یہ تجویز کیا تھا۔ کہ غیر احمدی علماء قرآن کریم کے وہ معارف لدنیہ بیان کریں۔ جو قرآن کریم سے پہلے کسی کتاب میں نہیں ملتے۔ اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی۔ پھر میں ان کے مقابلہ پر کم سے کم دُگنے معارف قرآنیہ بیان کروں گا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھے ہیں۔ اور ان مولویوں کو تو کیا سوجھنے تھے۔ پہلے مفسرین و مصنفین نے بھی نہیں لکھے۔

دوسرا طریق فیصلہ دیوبندیوں کے سامنے حضور نے یہ پیش کیا تھا کہ میں (اعنی خلیفۃ المسیح ثانی) جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ خادم ہوں۔ میرے مقابلہ پر مولوی صاحبان آئیں۔ اور قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈالکر انتخاب کریں۔ اور وہ تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں۔ جس میں چند ایسے نکات ضرور ہوں جو پہلی کتب میں موجود نہ ہوں۔ اور میں بھی اسی ٹکڑے کی اسی عرصہ تین دن میں تفسیر لکھوں گا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی روشنی میں اسکی تشریح بیان کروں گا۔ اور کم سے کم چند ایسے معارف بیان کروں گا۔ جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہونگے۔ اور پھر دنیا خود دیکھ لیگی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے۔ اور مولوی صاحبان کو قرآن کریم اور اس کے نازل کرنے والے سے کیا تعلق ہے

ان دونوں طریق فیصلہ کے شائع ہونے پر دیوبندیوں نے تو یہ کہکر اپنا پیچھا چھڑا لیا۔ کہ معارف قرآنیہ بیان کرنا صداقت کی علامت ہی نہیں اور ان کے خیال میں ایک مفتری اور اس کا جانشین بھی ایسے حقائق اور معارف بیان کرسکتا ہے۔ جو پہلے مفسروں اور مصنفوں نے بیان نہ کئے ہوں لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے جو دیوبندی نہیں ہیں۔ بلکہ اہل حدیث ہیں۔ اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۲۵ء میں شائع کیا۔ کہ گو ہماری اس میں ہتک ہے۔ کہ ہم ایک ایسے شخص کے سامنے بیٹھیں۔ جو نہ علوم ظاہری کے عالم ہیں اور نہ کسی باطنی درجہ کے مدعی ہیں۔ تاہم چونکہ مثل سلف فیصلوں کے اس مرتبہ بھی ہم کو فیصلہ کرنا منظور ہے۔ لہذا ہم اس دوسری صورت کو منظور کرتے ہیں۔"

لیکن چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اصل مخاطب دیوبندی تھے۔ اور قادیان کے جلسہ غیر احمدیان میں انہوں نے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معارف قرآنیہ کے متعلق چیلنج دیا تھا۔ اس بنا پر الفضل مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے مضمون مندرجہ اہل حدیث کو مدنظر رکھ کر لکھا گیا تھا کہ:۔

"اب علمائے دیوبند کو چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرنے کے لئے اگر وہ خود مقابلہ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب کو ہی اپنا وکیل تسلیم کرلیں۔ اور اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی چاہیئے۔ کہ علماء دیوبند کی طرف سے (جو ہمارے اصل مخاطب ہیں) وکالت نامہ حاصل کرنے کی پوری کوشش کریں۔"

اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کیا گیا تھا کہ:۔

"اگر پندرہ روز تک دیوبندیوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو اپنا وکیل تسلیم نہ کیا۔ اور نہ خود اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہوئے۔ تو پھر ہمیں اس سے بھی انکار نہیں ہے۔ کہ جو دو صورتیں اوپر بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے جس صورت کو مولوی ثناء اللہ صاحب ترجیح دیں۔ اس کے مطابق دیگر شرائط طے کرکے مولوی صاحب موصوف اپنے دل کا پرانا بخار نکال لیں۔"

اخبار الفضل کے اس مضمون کا ذکر کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے پرچہ اہل حدیث مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۵ء میں لکھا ہے:۔

"خلیفہ قادیان نے چیلنج دیا۔ ہم نے اس کو منظور کیا اس کا جواب الجواب خلیفہ کی طرف سے ہونا چاہیئے۔"

سو حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ حضور کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو یہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اگرچہ آپ نہ دیوبندی ہیں۔ اور نہ دیوبندیوں نے آپ کو اپنا وکیل اور قائمقام تسلیم کیا ہے۔ تاہم جیسا کہ اخبار الفضل مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء میں دیوبندیوں کے مقابلہ پر نہ آنے کی صورت میں آپ کو اجازت دی گئی ہے۔ اگر آپ تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو ان دونوں صورتوں میں سے جو الفضل نے پیش کی ہیں۔ جو صورت چاہیں۔ اختیار فرمالیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو دونوں صورتیں منظور ہیں۔

پہلی صورت الفضل نے اپنے پرچہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء میں یہ پیش کی ہے۔ کہ چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۲۵ء میں لکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نہ علوم ظاہری کے عالم ہیں۔ اور نہ کسی باطنی درجہ کے مدعی ہیں۔ اس لئے انہیں اختیار ہوگا۔ کہ اپنا شبہ دُور کرنے کے لئے وہ بالمشافہ تفسیر نویسی کرنا چاہتے ہیں تو قادیان تشریف لے آئیں۔ ان کے تمام اخراجات مناسب

ہم ادا کرینگے۔ اور اگر کسی قسم کی جانی یا مالی حفاظت کی ذمہ داری بھی وہ ہم پر عائد کرینگے۔ تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔ یہ صورت بھی حضرت خلیفۃ المسیح منظور فرماتے ہیں ❊

دوسری صورت الفضل نے یہ پیش کی تھی۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب قادیان میں تشریف نہ لانا چاہیں۔ تو مناسب انتظام کے ساتھ قرعہ اندازی ہونے کے بعد وہ اپنی جگہ قرآن شریف کے ان تین رکوع کی تفسیر لکھیں۔ جو قرعہ اندازی سے منتخب ہونگے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اپنی جگہ انہی منتخب شدہ تین رکوع کی تفسیر لکھیں۔ اور پھر یہ دونوں تفسیریں مساوی خرچ کے ساتھ یکجا کر کے شائع کی جائیں۔ تاکہ دنیا دیکھ لے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے۔ اور مولوی صاحبان نے کیا۔ قرعہ اندازی ایسے طریق سے ہوگی کہ کسی فریق کو شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ اور مقام قرعہ اندازی امرتسر ہی ہوگا۔ اس دوسری صورت پر بھی حضرت خلیفۃ المسیح کو کوئی اعتراض نہیں ❊

البتہ اس دوسری صورت پر مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ اعتراض ہے۔ کہ "جس حال میں رفع شبہ کے لئے ہی یہ دوسری صورت تم نے بتائی ہے۔ تو کیا اس صورت میں جو اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر لکھیں گے۔ وہ شبہ (کہ کسی دوسرے کی مدد سے نہ لکھی ہو) دُور ہو سکتا ہے؟"

سو اس اعتراض کا پہلا جواب تو یہ ہے۔ کہ یہ مقابلہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ذاتی علم و فضل کا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے تو یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی۔ اور مولوی صاحبان کو قرآن کریم اور اس کے نازل کرنے والے سے کیا تعلق اور رشتہ ہے۔ اس لئے اگر کسی احمدی سے کوئی مدد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ حاصل بھی کرتے۔ تو یہ اس مقصد کے کیونکر منافی ہوتا۔ جس کے لئے یہ مقابلہ قرار پایا ہے ❊

دوم۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ اپنے لئے کسی ایسی مدد کے ہرگز خواہاں نہیں ہیں۔ جس پر مولوی صاحب کو اعتراض ہے۔ اس لئے شرائط میں اس بات کا بھی تصفیہ ہو سکتا ہے۔ کہ فریقین کے لئے کہاں تک کوئی مدد لینی جائز ہوگی اور کہاں تک ممنوع۔ اور یہ معمولی بات ہے۔ کہ باوجود اپنی اپنی جگہ تفسیر نویسی کرنے کے شرائط کی پابندی کا بھی پورا پورا انتظام ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ مولوی صاحب کا ارادہ بھاگنے کا نہ ہو۔ اور نیت صاف ہو ❊

سوم اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے کوئی خاص مانع اور روک نہیں ہے۔ وہ الفضل کی پیش کردہ پہلی صورت کے مطابق قادیان میں تشریف لا سکتے ہیں۔ اور بالمشافہ تفسیر نویسی کر کے اپنا شبہ دور کر سکتے ہیں۔ اس لئے ان کو دوسری صورت کے اختیار کرنے کی کیا حاجت ہے۔ جس میں ان کا شبہ باقی رہے بخلاف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے کہ حضور کو قادیان سے باہر کسی مقام پر تشریف لے جانے کی صورت میں بہت مالی بوجھ جماعت کو اُٹھانا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر حضور قادیان سے باہر کسی مقام پر تشریف لے جائیں۔ تو لازماً دوسری جماعتیں بھی وہاں پہنچتی ہیں۔ اور مقامی جماعت کا اتنا روپیہ خرچ ہو جاتا ہے۔ کہ موجودہ حالات میں اس کا برداشت کرنا بڑا مشکل ہے ❊

پس ایسی حالت میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ اصرار کہ جب تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ امرتسر یا کسی دوسری جگہ تفسیر نویسی کے لئے تشریف نہ لے جائیں۔ ان کا شبہ دور نہیں ہو سکتا۔ بالکل بے جا ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب کے لئے یہ راستہ بھی کھلا ہوا ہے۔ کہ وہ قادیان میں خود تشریف لے آئیں۔ اور بالمقابل بیٹھ کر تفسیر نویسی کریں۔ اگر جماعت کی موجودہ مالی حالت مانع نہ ہوتی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو قادیان سے باہر کسی دوسرے مقام پر اس مقابلہ کے لئے تشریف لے جانے میں کوئی عذر نہ تھا لیکن چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے اس قسم کا کوئی مانع نہیں ہے۔ اس لئے مولوی صاحب کو چاہیئے۔ کہ خواہ مخواہ ایک بے جا بات پر اصرار کر کے اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اور مناسب شرائط طے کر کے قادیان تشریف لے آئیں۔ اور بالمقابل تفسیر نویسی کریں۔ اور اگر اس غرض کے لئے قادیان میں تشریف لانا مولوی صاحب کو کسی صورت میں بھی منظور نہ ہو۔ تو پھر اپنی اپنی جگہ تفسیر نویسی کرنے کے لئے مولوی صاحب ایسی شرائط بھی طے کر سکتے ہیں۔ جن سے ان کا یہ شبہ بھی دُور ہو جائے کہ کسی سے مدد لیکر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے یہ تفسیر نہیں لکھا امید ہے۔ مولوی صاحب راہ فرار اختیار نہ کرینگے۔ اور موجودہ حالات میں جو مناسب تجویز ان کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ اسکو اختیار فرمالینگے ❊

غیر مبایعین کی بجائے منکرین خلافت ثانیہ

خلافت ثانیہ کے منکرین جن میں سے ہر چھوٹے بڑے نے یعنی ایک عام شخص سے لیکر جناب مولوی محمد علی صاحب تک نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے خدام کے متعلق نہایت ہی درشت اور دل آزار الفاظ استعمال کرنے میں کمی نہیں کی۔ اور جو کئی دفعہ سخت کلامی سے باز رہنے کا اعلان کرنے کے باوجود اس سے نہ رک سکے۔ اب الفضل کی روش کو دیکھ کر اس قدر نازک طبع ہو گئے ہیں۔ کہ اپنے متعلق غیر مبایع کا لفظ سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ اخبار پیغام صلح (۱۸ اکتوبر) ہمارے اس نوٹ کا ذکر کرتا ہوا جس میں ہم نے اخبار تنظیم کے متعلق لکھا تھا۔ کہ وہ ایک طرف تو شیخ صادق حسن صاحب کی اس قرارداد کی تائید کر رہا ہے کہ سرکاری کاغذات میں مسلمانوں کو محمڈن اور اسلام کو محمڈن ازم نہ لکھا جائے۔ اور دوسری طرف احمدیوں کو مرزائی اور احمدیت کو مرزائیت کے الفاظ میں مخاطب کرتا ہے۔ لکھتا ہے:۔

"کیا الفضل اپنے اور اپنے پیر کے رویہ کو بھی درست کرنے کی کوشش کریگا۔ جو ہماری لاہوری احمدی جماعت کو پیامی اور غیر مبایعین لکھتا ہے۔ ہم نے کبھی ان ناموں کو پسند نہیں کیا۔"

اس کے متعلق ہماری گذارش یہ ہے۔ کہ اگر کبھی پیامی لکھا گیا ہے۔ تو محض محمودی کے مقابلہ میں جو ہمارے متعلق "پیغام صلح" اور ان کے دوسرے لٹریچر میں عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اب تو ہم نے جوابی طور پر بھی پیغامی لکھنا چھوڑ دیا ہے۔ رہا لفظ "غیر مبایع"۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت نہ کرنے والے احمدیوں کے متعلق اس لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو آپ کی غلامی میں داخل ہیں۔ اور اپنے آپ کو مبایع کہتے ہیں۔ ان میں اور آپ کی بیعت نہ کرنے والوں میں امتیاز ہو۔ نہ اس لئے کہ ہم ان لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت نہ کرنیوالے سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر "پیغام صلح" اس تشریح کے بعد بھی اپنے گروہ کے متعلق "غیر مبایعین" کا لفظ پسند نہیں کرتا۔ تو ہم اسے بھی چھوڑ دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور آیندہ اس کی بجائے "منکرین خلافت ثانیہ" لکھا کرینگے۔ پیغام صلح کے لئے اسے ناپسند کرنے کی تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اسکی منظوری آنے پر ہم یہ لفظ استعمال کرنا شروع کرینگے۔

لیکن جب ہم ان لوگوں کے اس حد تک پاس خاطر کے لئے تیار ہیں اور انکی نزاکت طبع کا اسقدر لحاظ کرنا چاہتے ہیں تو کیا ان کا فرض نہیں ہے، کہ وہ بھی ایسے الفاظ استعمال نہ کریں۔ جو ہمیں ناپسند ہیں۔ مثلاً پیغام صلح کی مندرجہ بالا سطور میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق "پیر"، کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور آج کل لفظ پیر کا جو مفہوم سمجھا جاتا اور جس طرح یہ لفظ بدنام ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ طنزاً استعمال کیا گیا ہے۔

اس سے یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ الفضل جس شریفانہ طریق سے منکرین خلافت ثانیہ کا ذکر کرتا ہے۔ اس کے معاوضہ میں ہم پیغام صلح سے اسی قسم کے سلوک کا مطالبہ کرتے ہیں۔ پیغام صلح اپنی روش بدلے یا نہ بدلے "غیر مبایعین" ہمارے متعلق درشت کلامی چھوڑیں یا نہ چھوڑیں۔ ہم اپنی موجودہ روش پر

کثرت آبادی کا بے جا گھمنڈ

سید حبیب صاحب ایڈیٹر "سیاست" نے "حجاز میں دو لاکھ مسلمان برباد ہو گئے" کے عنوان سے "مسلمانان پنجاب کا نہایت اہم فرض" بیان کرتے ہوئے احمدیوں اور دوسرے فرقوں کے مسلمانوں کو "آٹے میں نمک" قرار دیکر "سواد اعظم" جس کی آبادی "ازبس کثیر ہے"۔ "اور جو بقول ان کے "مقدس رسول کے روضۂ اطہر کی خاطر جان و مال قربان کرنے پر تیار ہیں"۔ حجاز کی حفاظت کی تحریک کی ہے۔ اور لکھا ہے:۔

"ان کا فرض ہے۔ کہ وہ ایک جھنڈے کے تلے جمع ہوں۔ سب تحریکات کو پس پشت ڈالدیں۔ سب کاموں کو ترک کردیں۔ سب خیالات کو طلاق دیدیں۔ اور سب سے پہلے پنجاب میں انجمن خدام الحرمین کی شاخ قائم کریں"

(سیاست ۱۸ ر اکتوبر)

جناب سید صاحب کو اختیار ہے۔ کہ اپنے سوا کسی کو خاطر میں نہ لائیں۔ اور سواد اعظم کی "ازبس کثیر آبادی" پر پھولے نہ سمائیں۔ لیکن انہیں یاد رہنا چاہیئے۔ کہ دنیا میں آبادی کی کثرت کبھی کامیابی کا موجب نہیں ہوتی۔ بلکہ کام کرنے کی روح کامیابی کا باعث ہوا کرتی ہے۔ جس سے ان کا "سواد اعظم" بالکل محروم اور تہی دست ہو چکا ہے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ آج تک کسی کام اور کسی مقصد میں انہیں کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ اب ایک اور انجمن "خدام الحرمین" بنا کر دیکھ لیں۔ جو انجام پہلی انجمنوں اور کمیٹیوں کا ہوا۔ وہی اس کے لئے بھی مقدر ہے۔

بہتر ہو۔ کہ مسلمان نت نئی انجمنیں بنانے کے بجائے وہ روح پیدا کریں۔ جس سے دنیا میں انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہو اور جو خدا تعالے کے مامور کو قبول کرنے اور اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونیسے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔

آریوں میں سر منہ منڈانے پر جھگڑا

مہاراجہ صاحب کشمیر کی وفات پر جہاں دوسرے ہندوؤں نے حسب رواج سر منہ منڈائے۔ وہاں یاست کے آریوں نے بھی جو کالج پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ بھدر کرایا۔ اور کالج پارٹی نے ان کے اس فعل کی تائید کی۔ اس پر اخبار پرکاش (۱۱ ر اکتوبر) بہت غم و غصہ کا اظہار کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"اگر کوئی فرد واحد یا جماعت کمزوری کی وجہ سے کوئی فعل دہرم کے خلاف کرتی ہے۔ تو یہ اتنا قابل اعتراض نہیں۔ جتنا یہ کہ ایک کمزوری کا اظہار کرکے اسے دہرم کے نام پر مڑھنے کی کوشش کی جائے۔ اگر ریاست جموں وکشمیر کے کلچرڈ (گوشت خور) بھائیوں نے کمزوری سے بھدر کرا لیا تھا تو یہ اتنی اہم بات نہ تھی جتنی یہ کہ ان کے اس سدھانت ورودھ عمل کو سدھانت انوکول سدھ کرنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن یہ امر تشویشناک ہے۔ کہ ملاپ میں کسی آریہ سماجی نے بھدر کو سدھانت انوکول سدھ کرنے کی کوشش کی ہے"

گویا پرکاش کے نزدیک آریوں کا ماتم کے موقعہ پر سر ڈاڑھی اور مونچھیں منڈوا دینا جائز نہیں ہے۔ اور جو لوگ اسے جائز ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی کمزوری کو دھرم کے نام پر مڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

لیکن اس کے مقابلہ میں بھدر کرانے والی پارٹی کا یہ خیال ہے۔ کہ:۔

"آریہ سماج میں سر منہ منڈوانے کا جو رواج پڑ گیا ہے۔ اس کے لئے آریہ سماج کے پاس کوئی اتھارٹی نہیں ہے۔ محض بھیڑ چال ہے جو چل پڑی ہے" (ملاپ ۷ ر اکتوبر)

اس کے ثبوت میں ملاپ نے بانی آریہ سماج کا ارشاد بھی پیش کیا ہے۔ جو ستیارتھ پرکاش کے دسویں سملاس میں یہ ہے کہ ڈاڑھی مونچھ ہمیشہ منڈوانی چاہیئے"

اب اگر پرکاش کے نزدیک کچھ آریوں نے بھدر کرا کر دھرم کے خلاف کیا ہے۔ تو کالج پارٹی کے نزدیک تمام آریہ ہمیشہ ڈاڑھی مونچھ نہ منڈوا کر سوامی جی کے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اور یہ اس بات کا ایک اور ثبوت ہے۔ کہ آریہ صاحبان روز بروز سوامی جی کی ہدایات کو ترک کرکے آریہ سماج کو مردہ بنا رہے ہیں۔

دلچسپ نوٹ

(ترجمہ از ریویو آف ریلیجنز لنڈن)

رسول کریم کے متعلق ایک یوروپین کی شہادت

مسٹر جے۔ ایچ۔ لیکی اپنی کتاب "دتھارٹی ان ریلیجن" کے صفحہ ۱۱۷ پر رقمطراز ہیں:۔

"محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) بھی اسی شاہراہ پر گامزن ہوئے۔ اور میدان عمل میں پہلے قدم پر آپؐ نے بھی یہی سر ذرعا (؟) نہ بلند کیا ہوگا۔ کہ میرے آنسو میری خوراک ہیں۔ بالخصوص اس وقت جب کہ لوگ بار بار مجھے یہ کہتے ہیں۔ کہ تیرا خدا کدھر ہے۔ عربستان کی حالت زار آنؐ کے لئے ناقابل برداشت بوجھ کی طرح آزار دہ تھی۔ اس کی سیاسی تقسیم۔ اس کی بے آئینی۔ اس کی بت پرستی اور طرح طرح کی دوسری جگر شگاف باتیں تکلیف مالا یطاق تھیں۔ ان کا آبائی مذہب بھی تسکین دل سے بالکل قاصر تھا۔ اور مطلقاً اس قابل نہ تھا کہ ایک ایسی ہستی کا پتہ دے سکے۔ جو بالکل غیر مرئی اور نامعلوم ہے اس باطنی اور ظاہری تکلیف کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ آپؐ نہایت کرشب بیداری اور مجاہدات کرنے لگے۔ اور خدا کے آگے گریہ و زاری کرنے میں مشغول ہوئے۔ آخر کار یہ درد محرک الہام ربانی کے نزول کا باعث ہوا۔ ہاں وہ الہام ربانی جو حقائق روحانی کا انعکاس و انکشاف کرنے والا ہوتا ہے۔ اور جب یہ کیفیت پیدا ہو گئی۔ تو پھر کیا تھا۔ یہ کہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک نبی تھے۔ جو دنیا جہان کو دعوت حق دینے کیلئے مامور ہوئے۔ اور نبی بھی ایسے نبی کہ ہستی باری تعالے کی پُر نور وحدانیت کی اک بشارت تھے۔

سؤر کا گوشت کھانے کا اثر

ان تصاویر پر رائے زنی کرتے ہوئے جن میں حیا سوز طریق پر جسم کے بعض قابل پردہ حصے کھلے رکھے جاتے ہیں۔ "دی شیلڈ" کے ایڈیٹر صاحب نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے:۔

"یہ تکلیف تکلیف مالا یطاق ہے۔ اور ایسی عام ہے۔ کہ یہ تصاویر اسے بیان ہی نہیں کر سکتیں۔ یہ یقینی بات ہے۔ کہ ہر شخص جو اس اتہام سے متہم کیا جاتا ہے۔ کم از کم جس اسی قسم کے مقدمات اس پر ثابت ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں رہنے والی چند ہی عورتیں ایسی ہونگی۔ جو اس مکروہ اوباشانہ روش سے کسی قدر محفوظ ہوں۔ اس کا علاج اگر کوئی ہے۔ تو وہ باطنی صفائی ہے۔ ورنہ معمولی سزائے قید اس قابل نہیں۔ کہ اس کا انسداد کر سکے۔ کیونکہ اس قسم کی عریانی تن عام طور پر مرد اور عورت کی گمراہی اور برگشتگی کا باعث ہوتی ہے"

اگرچہ اس رائے میں بہت کچھ صداقت ہے۔ لیکن اس مسئلہ پر غور کرنے کی ایک اور راہ بھی ہے۔ ہمارے خور و نوش کا اثر بہت حد تک ہماری باطنی حالت پر پڑتا ہے۔ ظاہر باطن کا آئینہ ہوتا ہے۔ اور جسم روح کی متابعت میں کام کرتا ہے۔ اس لئے ہماری رائے ہے۔ کہ سؤر کا گوشت کھانا زن و مرد کی اس بے راہ روی کا بہت حد تک ذمہ دار ہے۔ اور ہمیں صرف اس کی مذمت ہی پر اکتفا نہ کرنی چاہیئے۔ بلکہ ایسی پلید شئے کے کھانے سے بھی اجتناب کرنا چاہیئے۔ جو بظاہر ایک غیر مضر خوراک معلوم ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت سخت نقصان دہ ہے۔

ریویو آف ریلیجنز انگریزی

یہ رسالہ جسکے بعض مضامین کا ترجمہ الفضل میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ ماہوار لنڈن سے ظاہری خوبصورتی اور باطنی صفات کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ ہر رسالہ میں اسلام کی تائید میں پر زور مضامین کے ساتھ ہم

"لا نبی بعدی"

منکرین نبوت بعد خیر البشر کے اقوی دلائل میں سے حدیث مندرجہ بالا بھی ایک ہے۔ ناظرین الفضل نے اس کے متعلق مختلف علماء و فضلاء کے نکات جو وقتاً فوقتاً ان کے اقلام سے ترشح ہوتے رہے ہیں ملاحظہ فرمائے ہونگے۔ اس لئے مجھے انکے اعادہ کی حاجت نہیں۔ ہاں ایک نئی بات جو سمجھ میں آئی ہے۔ عرض کرنے کے لئے قارئین کرام کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں:

غیر احمدیوں کا استدلال غیر احمدی علماء کا اس حدیث سے یہ استدلال ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلعم نے بر موقعہ جنگ تبوک حضرت علیؓ کو فرمایا۔ کہ تو مجھ سے وہی تعلق اور رتبہ رکھتا ہے۔ جو کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو موسےٰؑ سے تھا۔ ہاں وہ نبی تھے۔ مگر چونکہ میرے بعد نبی نہیں۔ اس لئے تو بھی نبی نہیں:

ایک نیا جواب اس بات پر تو فریقین سے کسی کو کلام نہیں کہ حدیث مذکورہ کا ٹکڑا اوّل انت منی بمنزلۃ ھارون من موسےٰ صرف حضرت علی رضؓ کے لئے ہے۔ رہا ٹکڑا ثانیہ کہ الا انہ لا نبی بعدی کس کے متعلق ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ خطاب بھی صرف حضرت علی رضؓ ہی کیلئے ہے۔ تو خصم کی دلیل اڑ جاتی ہے:

قرائن اربعہ میں چار قرائن یکے بعد دیگرے ناظرین کے سامنے رکھونگا۔ جو میرے دعویٰ پر شہود دائمی ہونگے:

قرینہ اوّل اس بات پر کہ الا انہ لا نبی بعدی کا خطاب صرف حضرت علیؓ ہی کے لئے ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں۔ یہ ہے کہ حدیث کے دو ٹکڑے ہیں۔ پہلے میں اثبات اور دوسرے میں نفی ہے۔ اثبات تو یہ کہ حضرت علیؓ کو ہارونؑ کا درجہ حاصل ہے دوسرے میں نبوت کی نفی ہے۔ تو قرینہ عقلیہ اس بات پر قوی ثبوت ہے۔ کہ چونکہ پہلے ٹکڑے میں ہارونؑ کے درجے کا اثبات صرف حضرت علیؓ کے لئے ہے۔ اس لئے نبوت کی نفی بھی صرف حضرت علیؓ کے لئے ہے:

دوسرا قرینہ اس بات پر یہ ہے۔ کہ الا انہ لا نبی بعدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حضرت علی رضؓ کے اس قول کے جواب میں ہے۔ اتخلفنی فی النساء و الصبیان کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ جائیں گے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا تم خوش نہیں ہوتے۔ کہ تم کو ہارونؑ کا درجہ حاصل ہوگا لیکن چونکہ حضرت ہارونؑ حضرت موسےٰؑ کے بعد نبی تھے۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا نبی بعدی کہکر اس احتمال کو رفع کر دیا۔ جو حضرت علیؓ کے نبی ہونے کے متعلق ہو سکتا تھا:

تیسرا قرینہ اس بات پر یہ ہے۔ عن ابی سعید بن المسیب قال سئلت سعد بن ابی وقاص اسمعت من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لیس معی نبی۔ فقال نعم۔ بحار الانوار جلد ۹ صـ۱۷۷:

ابو سعید بن مسیب سے روایت ہے۔ کہ میں نے سعد بن ابی وقاص سے پوچھا۔ کہ کیا تو نے نبی کریمؐ کو حضرت علیؓ سے یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کہ تجھے مجھ سے وہی درجہ اور رتبہ حاصل ہے۔ جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ ہاں میرے ساتھ نبی نہیں۔ اس نے کہا ہاں (یعنی میں نے یہ سنا):

ایک طالب بصیرت کے لئے یہ حوالہ کافی رہنما ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منزلت ہارونؑ کو تو حضرت علی کے لئے برقرار رکھا۔ مگر اس منزلت کے لازمہ (نبوت) کو اپنے فرمان سے رفع کر دیا۔ کہ الا انہ لیس معی نبی:

چوتھا قرینہ جو کہ نہایت ہی فیصلہ کن ہے یہ ہے۔ عن ابن عباس قال اخرج الناس فی غزوۃ تبوک فقال علی نعم للنبی صلے اللہ علیہ وسلم اخرج معک فقال لا فبکی فقال الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انک لست بنبی۔ مناقب الفقیہ المغازلی صـ۲۸۰:

حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ جنگ تبوک کے لئے جب لوگ نکالے گئے۔ تو حضرت علی رضؓ نے (اپنی جہاد سے محرومی کا خیال کر کے) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ تو حضرت علیؓ (یہ جواب سن کر) رو پڑے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم خوش نہیں ہوتے۔ کہ تمہیں مجھ سے وہی درجہ حاصل ہے۔ جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھا (ہاں حضرت ہارون نبی تھے) مگر تو نبی نہیں:

خاکسار محمد عبد اللہ مولوی فاضل ڈیرہ نانک ضلع گورداسپور

اعلان کتاب الدین ذرگر کے متعلق جو امداد کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس پر جماعت کلیانپور چک ۲۲۳ ضلع لائل پور نے بذریعہ مولوی محمد علی صاحب سیکرٹری تبلیغ ایک اہم شکایت بھیجی ہے۔ لہٰذا اعلان مذکور منسوخ سمجھا جائے۔ شکایت کے متعلق تحقیقات کی جا رہی ہے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

ارض تاج پر صوفی اسلام کا ورود

صوفی حافظ روشن علی صاحب مع مولوی عبد الکریم صاحب مولوی فاضل ایک بجے دن کے میل ٹرین سے ۲۴ ستمبر ۱۹۲۵ء کو نزول فرما آگرہ ہوئے۔ چونکہ ہمیں پیشتر یہ اطلاع دی جا چکی تھی کہ جناب حافظ صاحب موصوف اسٹیشن راجہ منڈی پونے چھ بجے پہونچیں گے۔ اس لئے ہم کوئی لیکچر کا انتظام نہ کر سکے۔ اور خیال تھا۔ کہ یہ دن ہم درخواست کر کے مجرا لے لیں گے۔ لیکن جناب حافظ صاحب موصوف نے ہمیں یہ سنا کر کہ ہم صرف ۲۵ ستمبر ۱۹۲۵ء کو قیام کریں گے۔ ہماری امیدوں کو دبا دیا۔ اور اس کے لئے آپ حقیقتاً معذور محض تھے۔ اس لئے کہ پروگرام کے مطابق ہر ایک مقام پر پہنچنا تھا۔ غرضکہ کنہیا ہال صینگ کی منڈی میں بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۵ء زیر صدارت جناب اختر عادل صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل رئیس آگرہ ۱/۲-۱۱ بجے صبح اور ۲ سے ۸ بجے شام تک جلسہ ہونا قرار پایا۔ وقت مقررہ پر کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ سب سے پہلے میاں عبد الرحمٰن صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اور نظم مسیح موعودؑ نہایت خوش الحانی و دلکش طرز پر پڑھی۔ اس کے بعد جناب صوفی حافظ روشن علی صاحب موصوف نے "اسلام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ" کے مضمون پر کامل تین گھنٹے پُرمغز اور لطیف تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا۔ اس وقت ہمارے سامنے مقابلے میں تین مذاہب ہیں دین عیسائی۔ آریہ دھرم اور اسلام:

انجیل شریف عیسیٰؑ پر نازل ہوئی۔ جس کی زبان عبرانی تھی۔ "ایلی ایلی لما سبقتانی" اس کا ثبوت ہے۔ لیکن اب عبرانی زبان میں مفقود ہے۔ جمع کرنے والوں کا بھی پتہ نہیں۔ ہاں بجائے اس کے تراجم تین سو چھتیس زبانوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک ترجمہ ایک دوسرے کے خلاف۔ پھر انجیل شریف مختص قوم اور مختص زمانہ کے لئے تھی۔ نہ وہ آپنے محفوظ رہنے کا مدعی ہے۔ نہ کوئی دلیل ہے۔ ہر ایک فرقے کی اپنی اپنی علیحدہ انجیل ہے۔ غرضکہ طالب حق کے لئے چکر ہی چکر ہے:

اب وید مقدس ہے۔ اگر اس کی طرف جائیں۔ تو درمیان میں اس قدر گھاٹیاں حائل ہیں۔ کہ فرہاد بن کر اور سر ٹکرا کر بھی کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ سناتن دھرمی کہتے ہیں۔ وید برہما پر نازل ہوا۔ آریہ صاحبان کہتے ہیں۔ رشیوں پر۔ کہیں جگہ تین رشی کہیں جگہ چار رشی تسلیم ہیں۔ وید میں تو کوئی ثبوت تمام عالم اور تمام زمانے کے ہونے کے نہیں۔ لیکن ان کی اپنی ہمت دیکھو۔ دعویٰ بے دلیل موجود۔ پھر وید مقدس کی زبان سنسکرت بتلائی جاتی ہے۔ لیکن یہ زبان بھی مفقود ہے۔ کسی ملک کسی شہر کسی محلے

کی گھر میں نہ بولی جاتی اور نہ سمجھی جاتی ہے۔ نہ جمع کرنے والوں کا پتہ ہے۔ نہ اصل موجود نہ طریق نزول کا علم ؛

لیکن اسلام کے خدا بانیٔ اسلام اور الہامی کتاب کو دیکھو۔ کامل یعنی قرآن پاک نازل کرنے والا واحد خدا اپنی اعلیٰ اور ارفع شان میں جیسے پہلے موجود تھا۔ اب بھی موجود ہے۔ رسول یعنی جس پر قرآن شریف نازل ہوا احمد عربی میں مدفون۔ طریق نزول قرآن پاک اوقات و مواقع نزول وحی قلم بند۔ کاتب نزول وحی معلوم۔ آیات ایک طرف کاتب کے زیر قلم۔ تو دوسری طرف مومنوں کو حفظ سینوں میں محفوظ۔ اور یہی نہیں۔ خود قرآن شریف محفوظ رہنے کا مدعی۔ دعویٰ بے دلیل نہیں۔ غیر بھی مقر۔ ہندو اور عیسائی تحریراً شاہد ۔

بانیٔ اسلام کی لائف و حالات زندگی محفوظ اور جمیع اسوۂ حسنہ تمام افراد کے لئے ایک ہی انسان میں مجتمع اور اولاد آدم کیلئے نمونہ۔ کیا کوئی ہے جو ایسا کامل رہبر مذہب جس کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا۔ کھانا۔ پینا ہر ایک قول و فعل انسانی ہستی کے لئے جام زندگی ہو پیش کر سکے۔ غرضکہ ؎

گلاب جس طرح سے ہے مشہور سارے پھولوں میں
اسی طرح سے محمدؐ ہیں سب رسولوں میں

دوسرے اجلاس میں شام کو مولوی عبد الکریم صاحب مولوی فاضل نے اپنا لیکچر بر صداقت مسیح موعود دکار نامے مسیح موعودؑ شروع کیا۔ چونکہ وقت قلیل تھا۔ اس لئے برائے نماز مغرب تقریر بند کرنی پڑی۔ سامعین بھی چلے گئے۔ لیکن چونکہ صوفی حافظ روشن علی صاحب کا بعد نماز لیکچر صوفی ازم پر شروع ہوتا تھا۔ اس لئے سامعین فی الفور بعد نماز مغرب جلسہ گاہ میں آ گئے۔ جناب حافظ صاحب نے غرق وحدت ہو کر مومنین اور صالحین کا جو مولا کریم کی محبت کے نشے میں سرشار ہو کر دنیا سے کھو جاتے ہیں۔ اس طرح ذکر کیا۔ کہ اللہ فرماتا ہے۔ میں ایسے انسان کا ہاتھ ہو جاتا ہوں۔ پیر ہو جاتا ہوں۔ زبان ہو جاتا ہوں۔ اور ان کی ہر ایک چیز میری ہو جاتی ہے۔ ایسے انسان کی زبان اس کا دل اس کے قابو میں نہیں ہوتا۔ اور وہ انا الحق کہہ اٹھتا ہے۔ اور اس طرح خدا انا الموجود کا ثبوت دے دیتا ہے۔ یہ مضمون اپنے اندر ایک قوت جاذبہ رکھتا تھا جس نے سامعین سے سبحان اللہ کے نعرے بلند کروا دیئے۔ اور ہمہ تن مضمون دیر تک سننے کیلئے طیار نظر آ رہے تھے۔ لیکن ہمیں اپنے پروگرام کے مطابق تقریر بند کرنی پڑی ؛

میں آخر میں جماعت احمدیہ آگرہ کی جانب سے مقررین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جناب اختر عادل صاحب ایم۔ اے ایل۔ ایل بی۔ وکیل رئیس آگرہ کا بھی شکریہ دل سے ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے صدر ہونا قبول کیا۔ مولا کریم سب کو جزائے خیر دے ؛

خاکسار محمد اسحاق علی خاں احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ۔ آگرہ

ہندوستان کی خبریں

—— اس بات کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ کہ آئندہ سے تحصیلداران پنجاب بھی گزیٹڈ افسران میں شمار ہونگے۔ اور جو حقوق اس زمرہ کے افسران کو حاصل ہیں۔ وہی انہیں بھی عطا ہونگے۔

—— دہلی ۲۰ر اکتوبر۔ عدالت عالیہ پنجاب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ دہلی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل طلباء نے قانون (ایل۔ ایل۔ بی) کو عدالتہائے ماتحت ہائی کورٹ میں وکالت کرنے کی سند دی جا[illegible]

—— شملہ ۱۹ر اکتوبر۔ [illegible] شاہ جہیم نے روانگی سے پیشتر سر کلیمنٹ ہنڈلے چیف کمشنر ریلوے کے نام ایک پیغام بھیجا ہے۔ جس میں انہوں نے اپنی اور اپنی بیگم صاحبہ کی طرف سے ریلوے کے تمام ملازمین اور عمال کا اس آرام و آسائش کے عوض جو انہوں نے اس سفر میں ان کو پہنچایا ہے۔ شکریہ ادا کیا ہے۔

—— بمبئی ۱۷ر اکتوبر۔ کل صبح مسلمانوں کے دو فرقوں کے درمیان فساد ہو گیا۔ چھ آدمی سخت زخمی ہو گئے۔ اور انہیں ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ دو آدمیوں کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔ وجہ فساد معلوم نہیں ہو سکی۔ اس سلسلے میں چار آدمیوں کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔

—— مدراس ۱۲ر اکتوبر۔ اذشنگی واقعہ ضلع بدانگلی تعلقہ بلاری سے لنگایت کے جلوس کے دوران میں سوموار کی شام کو سخت فساد ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ پولیس کو ہجوم پر گولی چلانی پڑی۔ کئی اشخاص کو ضربات آئیں۔

—— کلکتہ ۲۰ر اکتوبر۔ ستمبر کے مہینہ میں ہندوستان کے اندر ممالک غیر سے ۱۸ کروڑ ۵۳ لاکھ کا سوداگری مال آیا۔ اور اسی مہینے میں ۲۸ کروڑ ۱۵ لاکھ کا مال ممالک غیر کو ہندوستان سے روانہ کیا گیا۔ چار کروڑ ۹۲ لاکھ کا سونا چاندی ممالک غیر سے ہندوستان میں وصول ہوا۔

—— امرت سر ۲۰ر اکتوبر۔ درگیانہ جو میانالاب ہندوؤں نے بنایا ہے۔ اس میں سے ایک نوجوان ہندو کی لاش نکلی ہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب پنڈت مالویہ جی تالاب میں اسے عبور کرنے کی غرض سے گھسے تھے۔ تو وہ لڑکا اور بہت سے اور لوگ بھی تالاب میں کود پڑے تھے۔ اور سب تو تیرتے رہے اور نکل آئے۔ مگر یہ لڑکا ڈوب گیا۔

—— تانگی ضلع پشاور کے ایک بہت بڑے رئیس خان غلام قادر خاں صاحب نے اعلیٰ درجہ کی چار سو ایکڑ نہری زمین جس کی سالانہ آمدنی آٹھ ہزار روپیہ کے قریب ہے۔ اسلامیہ کالج پشاور کو دی ہے۔

—— انڈمان میں قیدیوں کو رہا کرنے کے متعلق اور وہاں کے عام حالات کے متعلق تحقیقات کی غرض سے سر الگزینڈر مڈیمن وزیر امور داخلہ حکومت ہند۔ ۲۰ر اکتوبر کو کلکتہ سے براستہ رنگون انڈمان روانہ ہو گئے ہیں۔

ممالک غیر کی خبریں

—— بلغاریہ اور یونان کی سرحد پر بلغاریہ کی باقاعدہ فوج کے سپاہیوں نے یونانی چوکی پر حملہ کر دیا۔ اور سنتری و کپتان کو گولیوں سے مار دیا۔ اس کے بعد بلغاریوں نے سفید جھنڈا دکھایا۔ اور کہا بندوقیں ایک غلط فہمی کی وجہ سے چلا دی گئی تھیں۔ لیکن حکومت یونان نے اپنی فوجوں کو پیش قدمی کرنے اور بعض مقامات پر قبضہ کرنے کے احکام دے دیئے ہیں۔ اور بعد کی خبر ہے۔ کہ یونان نے بلغاریہ کو الٹی میٹم دیا ہے۔ اور بیس لاکھ فرانک دو ایک فریکم[illegible] کا مطالبہ کیا ہے۔ مطالبات میں یہ بھی شامل ہے۔ کہ بلغاریہ معافی مانگے۔ اور مجرمین کو سزا دے۔

—— لنڈن ۱۹ر اکتوبر۔ ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ [illegible] ہے۔ کہ فیض [illegible] کا ایک پیام مظہر ہے۔ کہ جنود فرانس کو جیبان کے علاقہ میں ایک ہزیمت اٹھانی پڑی ہے۔

—— لنڈن ۲۰ر اکتوبر۔ دفتر جنگ کے اس اعلان کے مطابق کہ آئندہ اکتوبر ۱۹۲۶ء سے کپتانوں سے کر اوپر کے عہدیداروں تک کی تنخواہوں میں کچھ تخفیف کر دی جائے گی۔ نیز ترقی عہدیجات کی رفتار آئندہ سست رہے گی۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ دفتر جنگ کے میزانیہ میں ایک بڑی حد تک کمی واقع ہو جائے گی۔ آئندہ سے کپتانوں کو ایک گنی روزانہ اور سیکنڈ لیفٹیننٹوں کو ۱۳ شلنگ بمقابلہ موجودہ ۲۲ شلنگ ۶ پنس اور ۱۰ شلنگ دیئے جائیں گے۔

—— لنڈن ۱۷ر اکتوبر۔ سر سیموئیل ہور نے نارویچ میں ایک تقریر کے دوران میں حکومت برطانیہ میں ہوا بازی کے امکانات کو بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستان تک ہوائی راستہ قائم کرنے کے لئے تجویز کیا جا چکا ہے۔ اور اس سلسلہ میں پہلا عملی قدم بھی اٹھ چکا ہے۔ راستہ دیکھ لیا گیا ہے۔ اور امید ہے۔ کہ آئندہ سال اس راستہ کے استعمال کی ابتدا ہو جائیگی۔

—— لنڈن ۲۰ر اکتوبر۔ لنڈن کے ذمہ دار حلقوں میں ابھی تک لارڈ ریڈنگ کے امکان جانشین کے انتخاب کے متعلق کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ لارڈ ڈیل کے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے وہ صرف [illegible] ہے۔ باخبر حلقوں میں اس تقرری سے کوئی حیرانی [illegible] گی۔